

جملہ حقوق محفوظ ہیں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا

هَلَاكَ فِي رَجُلَانِ هُبَّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَالُ

ہج البلاغہ ج ۳ ص ۲۶۴

میرے بارے میں دو قسم شخص ہلاک ہو گئے ایک محبت میں غلو زیادتی کرنے والے دوسرے بغض

و نفرت کرنے والے

Anwer Muahvia

رسالہ انور معاویہ

# شانِ جیدِ کرامت

جس میں سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کے فضائل مناقب مبالغہ اور افراط و تفریط کے بغیر آپ کی واقعی و حقیقی شان اہل سنت اور اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے بیان کی گئی ہے

مصنفہ

مناظر اعظم اہل سنت علامہ محمد عبدالستار حسنا تونسوی ظہر

ناشر

شعبہ تالیف و تصنیف مدرسہ عربیہ جامعہ عثمانیہ رحبڑ

تونسہ شریف ضلع ڈیر غازی خان

قیمت ۱۸/-

قیسواں ایڈیشن

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى خُلَفَائِهِ الرَّاشِدِينَ  
الْمُهْدِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ أَصْحَابِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ

امّا بعد یہ مختصر رسالہ رضائے الہی اور مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے  
لکھا گیا ہے جس میں سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کی ذاتِ بابرکات کے متعلق قرآن مجید  
اور احادیثِ مقدسہ میں جو آپ کا حقیقی اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ ثابت ہے وہ  
افراط و تفریط اور کمی بیشی کے بغیر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کی شانِ عجیب و  
غریب ہے کہ آپ کے متعلق اسلام کا نام لینے والوں کے تین گروہ زیادہ معروف  
و مشہور ہیں، جو کہ آپ کی شان میں مختلف نظریہ رکھتے ہیں۔

## سیدنا علیؑ کے متعلق تین نظریے

۱) ایک گروہ ہے جو آپ کو آپ کے مقام و مرتبہ سے بڑھا چڑھا کر ایک طرف تو  
آپ کو خدائی تختِ تاج کا مالک و مختار بنا کر موت و حیات، رزق و معاش،  
اور بارشِ بادل، اولاد و احفاد اور بہشت و دوزخ دینے والا اور جنابِ سولِ اسد  
صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل و ہمسر، امامِ معصوم، مفترض الطاعت، صاحبِ معجزات  
قرار دیتے ہیں اور آپ کو مشکل کشا، حاجت روا، علمِ غیب اور جملہ انبیاء علیہم السلام  
سے افضل و برتر اور ان انبیاء علیہم السلام کے مصائب و مشکلات میں غیبی امداد



فرمانے والا، نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس دوسری طرف آپ کو اتنا بے بس، ناتواں، کمزور اور خائف و مغلوب اور مقہور و مجبور دکھاتے ہیں کہ ان کے سامنے قرآن و سنت اور دینِ ایمان اور شریعت اسلام کے احکام بگاڑے بدلے گئے۔ امامت و خلافت، فدک اور اہل بیت کے جملہ حقوق غصب و تلف کیے گئے۔ لوگوں کا مال، متاع، عزت و ناموس عورتوں تک کو ناجائز طور پر چھین لیا گیا۔ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں مساجد میں تراویح میں قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا گناہ عظیم جاری کر دیا گیا اور دشمنانِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد و منبر اور روضہ نبوی علیہ السلام پر قابض ہو گئے اور سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا چوبیس سال تک ان قرآن اور سنت بگاڑنے اور دین اسلام کے احکام کو بدلنے اور مٹانے والوں کے وزیر و مشیر اور موافق و ماتحت رہ کر جملہ طاعات و عبادات نمازیں وغیرہ اور شادی نکاح فیصلے فتوے وغیرہ معاملات اور جملہ امور ان ظالموں غاصبوں کے مقررہ طریقوں پر کرتے کرتے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو صحیح اسلامی طریقے پر ٹھیک نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے لکھا ہے کہ جب آپ کی اپنی خلافت راشدہ کا دور آیا اس وقت بھی ان کفریہ امور اور خلافِ اسلام احکام کو مٹا ہٹا کر صحیح اسلامی احکام اور اصلی و سچا قرآن رائج و نافذ نہ کر سکے۔ العیاذ باللہ۔

دیکھیے اس کے لیے ان روایات کو :-

# حضرت علیؓ مثل حضرت محمدؐ

سیدنا علیؓ کے متعلق مرقوم ہے :-

جری له من الفضل مثل ما حضرت علیؓ کے لیے جناب محمد صلی اللہ علیہ  
جری الحمد (اصول کافی ص ۱۱۱) وسلم کی مثل تمام فضیلتیں ثابت ہیں۔

## حضرت علیؓ مشکل کشا۔ انبیاء

رسولوں کی ہوتی حاجت روائی علیؓ نے نوح کی کی ناخدائی

نہ کھرتا اگر علیؓ مشکل کشائی نہ پاتا چاہے یوسف رہائی

اسی طرح بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی امداد کرنے کا لکھا ہے۔

جب ابراہیم کی چاہی اہانت علیؓ نے کی علیؓ نے کی اعانت

آخر میں لکھا ہے :-

علیؓ کا معجزہ اک اک ہر نادار علیؓ کی ذات ہے ہر شے پہ قادر

تاریخ الاممہ ص ۵۲

حضرت علیؓ کے متعلق شیعہ کا نظریہ کہ :-

اپنی خلافت میں بھی اصل اسلامی احکام جاری و نافذ نہ کر سکے

سیدنا علیؓ نے اپنی خلافت میں فرمایا :-

ثما قبل بوجد و حوله ناس حضرت علیؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے

من اهل بیتہ و خاصتہ آپ کے ارد گرد اس وقت اپنے اہل بیت



و شیعتہ۔ فقال قد عملت  
الولاية قبلی اعمالا خالفوا  
فیہا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم متعمدین  
لخلافہ ناقضین لعہدہ  
مغیرین لسننتہ ولو  
حملت الناس علی ترکہا  
و حق لہا الی مواضعہا و الی  
ما کانت فی عہد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
لتفرق عنی جندی و ردت  
فدک الی و رثتہ فاطمۃ علیہا السلام  
و ردت قضایا من الحق قضی  
بہا و نزعت نساء تحت رجال  
بغیر حق فرددھن الی ازواجھن  
و حملت الناس علی حکم القرآن  
و ردت الوضوء و الغسل و الصلوۃ  
الی مواقیعہا و شرائعہا و مواضعہا  
الی کتاب اللہ و سنتہ نبیہ

اور مخصوص دست اور شیعہ لوگ تھے پس  
فرمایا مجھ سے پہلے خلفاء نے ایسے اعمال احکام  
جاری کیے ہیں جن میں دیر و دانستہ قصد اجنبی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی آپ کے  
عہد و معاہدہ کو توڑ دیا اور آپ کی سنتوں کو  
بدل ڈالا اگر میں ان کو ٹھیک سنت کے مطابق  
کھرکے لوگوں کو ان پر عمل کرنے کا حکم دوں تو  
میری جماعت و لشکر مجھ سے جدا ہو جائیں گے  
اور اگر فذک سیدہ فاطمہ کے وارثوں کو یادوں  
اور ان ظالمانہ فیصلوں کو رد کر دوں اور جو  
عورتیں ناجائز طور پر کئی لوگوں کو دی گئی  
تھیں وہ عورتیں ان کے اپنے خاوندوں کو  
لوٹا دوں اور لوگوں کو قرآن کے اصلی حکموں  
پر عمل کرنے کا حکم دوں اور وضو غسل اور نماز  
عبادات کو صحیح اوقات اصلی احکام مقامات  
اور دیگر امور اسلامی کو اسد تعالیٰ کی  
کتاب اور نبی علیہ السلام کی سنت  
پر چلاؤں تو اس وقت میری جماعت  
اور فوج مجھے چھوڑ دے گی۔ (العیاض باللہ)

عليه السلام اذ التفرقا  
عني - فروع کافی ج ۳ - کتاب الرضہ

ص ۲۹ - ۳۰

(۲) دوسرا گروہ وہ ہے جو سیدنا علی المرتضیٰ کی زندگی سے آج تک کہیں کہیں پایا جاتا ہے جو کہ سیدنا علی کی تکفیر و تبیل کے اپنی عاقبت اور ایمان تباہ کرتے ہیں جن کو خوارج کہا جاتا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ اہل حق اہل السنۃ و الجماعت کا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد جملہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تک تھے ان کی شان سب سے افضل ہے اور ان میں سے جو ستر ہزار حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں شریک شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے جو چالیس ہزار غزوہ تبوک ساعۃ العسرة (سخت مشکل گھڑی) کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے افضل ہیں اور ان میں سے وہ حضرات فوج مکہ سے قبل مال و جان نثار کرنے والے تھے افضل ہیں، ان میں سے وہ چودہ سو صحابہ کرام جو بیعت الرضوان میں شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے وہ صحابہ کرام جو السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار اہل بدین سوتیرہ تھے افضل ہیں اور ان میں سے عشر مبشرہ وہ دس صحابہ کرام جن کا نام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قطعی بہشتی ہونے کی خبر دی تھی افضل ہیں۔ ان عشرہ مبشرہ اور جملہ صحابہ میں سے چار خلفاء راشدین المہدیین کا سب سے افضل درجہ و مرتبہ اور اعلیٰ شان مقام ہے۔ ان خلفاء اربعہ میں سے حضرت علیؑ آخری خلیفہ راشد ہیں کہ جن کی خلافت راشدہ حق تھی۔ تو اہل السنۃ و الجماعت کے نزدیک سیدنا علی المرتضیٰؑ ان چار خلفاء راشدین میں شامل و داخل ہیں کہ جن کے برابر کوئی دوسرا صحابی نہیں، مگر اس



اعلیٰ شان اور ارفع مقام کے باوجود یہ عقیدہ بھی قطعی ضروری ہے کہ سیدنا علیؑ نہ خدائی کے مالک مختار تھے اور نہ شریک خدا تھے اور نہ رسول تھے اور نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تھے بلکہ دیگر صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذی شان امتی اور صحابی تھے اور کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ میں شامل تھے اور جناب صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان ذی النورینؓ کی طرح مومنین کامل اور خدا و رسول کی راہ میں تن من دھن وطن ہر چیز قربان کرنے میں پورے پورے وفادار اور جاں نثار تھے۔ مگر خدائی اختیارات موت و حیات رزق اولاد دینے اور دیگر نفع نقصان پہنچانے کے مالک مختار نہ تھے یہ مشرکانہ عقیدہ ہے کہ کسی نبیؐ کی امام فرشتہ وغیرہ کے متعلق یہ خیال و گمان رکھنا کہ وہ خدائی اختیار کے مالک ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے :-

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ.....  
وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمُلُكَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ پ

یعنی کوئی نبیؐ اور فرشتہ وغیرہ لوگوں کا رب مالک مختار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی نبیؐ نے اس کی تعلیم دی ہے۔ کیونکہ یہ کفر ہے اعاذنا اللہ وجميع المسلمين من الشرك والكفر والفسوق والعصيان۔ آمین۔

# حضرت علیؑ نے اپنے باپے میں غلو اور افراط و تفریط کو ہلاکت اور گمراہی فکرایا

حضرت علیؑ نے فرمایا :-

سِيَهْلِكُ فِي سَنَةِ صِنْفَانِ  
مَحَبِّ مَفْرُطٍ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ  
إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَ مَبْغُضٍ مَفْرُطٍ  
يَذْهَبُ بِهِ الْبَغْضُ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ  
وَ خَيْرُ النَّاسِ فِي سَنَةِ حَالَا الْغَنَمِ  
الْأَوْسَطُ فَالزُّمُورَةُ وَالرُّمُومُ وَالسَّوَادُ  
الْأَعْظَمُ فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى  
الْجَمَاعَةِ وَ إِيَّاكُمْ وَ  
الْفِرْقَةَ فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ  
النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ  
الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذَّنْبِ  
أَلَا مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا  
الشَّعَارِ فَأَقْتُلُوهُ وَلَوْ كَانَ  
تَحْتَ عِمَامَتِي هَذِهِ -

نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۱

عن قریب میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک  
ہونگے ایک محبت کھڑنے والا حد پر نہ جانے والا  
جس کو محبت خلاف حق کی طرف لے جائے  
دوسرا بغض کھنے والا حد سے گھٹانے والا  
جس کو بغض خلاف حق کی طرف لے جائے اور  
سب بہتر حال میرے متعلق درمیانی گروہ کا  
ہے جو نہ زیادہ محبت کھے نہ بغض کھے پس  
اس درمیانی حالت کو اپنے لیے ضروری سمجھو  
اور سودا اعظم یعنی بڑی جماعت کے ساتھ نہ  
کیونکہ اس کا ہاتھ جماعت پر ہے اور خبردار  
جماعت کے علیحدگی نہ اختیار کرنا کیونکہ جو انسان  
جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کے  
حصہ میں جاتا ہے جیسے کہ گلہ سے الگ  
ہونے والی بکری بھیڑیے کا حصہ بنتی ہے  
اسگاہ ہو جاوے جو شخص تم کو جماعت سے



الگ ہونے کی تسلیم دے اس کو قتل کر دینا، اگرچہ وہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہو۔

حضرت علیؑ نے کس قدر صفائی کے ساتھ محبت میں غلو اور زیادتی کرنے والوں اور کمی کرنے والوں کی تردید فرمائی اور یہ تصریح بھی کر دی کہ جو عقیدہ میرے متعلق سوادِ اعظم یعنی کلمہ گویانِ اسلام میں سب سے بڑی جماعت کا ہے اسی کو اختیار کرو۔ ابتداءً اسلام سے آج تک سوادِ اعظم اہل سنت کے سوا کوئی فرقہ نہیں رہا حضرت علیؑ کے اس فرمان سے یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ محبت اس وقت باعثِ نجات ہے جب کہ افراط و تفریط سے بچ کر مسلکِ اہل سنت کے موافق ہو۔ کیونکہ سیدنا علیؑ نے فرمایا محبت میں زیادتی کرنے والا اور بڑھ جانے والا اسی طرح ہلاک ہے جس طرح کہ بغض میں بڑھ جانے والا ہلاک ہے۔

آپ کا نام مبارک علیؑ ہے اور لقب تفضیٰ مجیدؑ اور کنیت ابو تراب اور ابو الحسنؑ

## سیدنا علیؑ کا مختصر حال

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین صدیق، فاریق، غنی، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے جدی رشتہ دار ہیں۔ لیکن ان چاروں میں سے حضرت علیؑ زیادہ قریب ہیں۔ آپ کے والد کا نام عبد مناف اور کنیت ابو طالب ہے جو کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے بھائی تھے۔ سیدنا علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ بچپن سے ہی رسول خدا کے ساتھ رہے اور اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوشِ محبت میں پرورش پائی۔ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دامادی کا

شرف ان کو بخشا اور آپ کی چھوٹی بیٹی سیدہ حضرت فاطمہ زہراؑ بتول آپ کے نکاح میں آئیں جن سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

سیدنا علیؑ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے جس طرح کہ عورتوں میں سے سیدہ حضرت خدیجہؓ پہلے ایمان لائیں اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ اور آزاد مردوں میں سے پہلے سیدنا حضرت صدیقؓ ایمان لائے اور ہمیشہ اسلام کے لیے پوری طرح کوشش اور محنت کرتے رہے۔

حضرت سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ پانچ سال کے قریب تخت خلافت پر متمکن رہ کر ۸۱ھ رمضان المبارک ۳۵ھ میں عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے ہاتھ سے بمقام کوفہ شہادت پائی۔ کوفہ کے قریب بمقام نجف دفن کیے گئے انا للہ... ورضی اللہ عنہ۔

حسن - حسین - عباس - محمد - ابوبکر محمد وسط - سیدنا علیؑ کی اولاد | عثمان - عمر اصغر - جعفر - صالح - عبداللہ - عباس اصغر۔

جعفر اصغر - عون - یحییٰ - عبداللہ اصغر - شبر - اٹھارہ بیٹے تھے۔ اور بیٹیاں زینب - ام کلثوم - زینب رضیہ - رقیہ - ام ایمن - تقیہ - رملہ - رملہ صغریٰ - ام ہانی - حماتہ - ام الکرام - امامہ - ام سلمہ - میمونہ - خدیجہ - فاطمہ ثانی وغیرہ۔  
دلائل الامۃ شیعہ کتاب ص ۴۳۔

غور فرمائیے سیدنا علیؑ کو خلفائے ثلاثہؓ سے اتنی محبت تھی کہ اپنے بچوں کا نام ابوبکر عمر عثمان رکھا۔ اگر ان سے محبت و عقیدت نہ ہوتی تو اپنے بچوں کے نام ہرگز اس طرح نہ رکھتے۔ آپ کے فضائل و مناقب میں بہت سی



روایات ہیں۔ مگر ان کے اندر بہت سی روایات روافض کی من گھڑت موضوعات و کذبات بھی موجود ہیں جب ان کی تنقید و تحقیق کی گئی تو بہت ہی کم روایات پایہ صحت تک پہنچیں۔

آپ نہایت زائدانہ زندگی بسر فرماتے تھے ہر امر میں رسول خدا کے اتباع کے عریض تھے۔ آپ کے فضائل میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی رات ان کو اپنے گھر ٹھہرایا اور مخلوق کی امانتیں حضرت علیؑ کے سپرد ہوئیں اور خالق کی امانت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی) حضرت صدیق کے سپرد ہوئی۔ پھر حضرت صدیق امانت الہی کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات اور اسلامی خدمات میں مصروف رہے اور غزوہ بدر اور احد اور خیبر وغیرہ میں کافی کفار کو جہنم رسید کیا اور بہادری جو سر دکھائے۔

**فتح خیبر کی حقیقت** | فتح خیبر کے متعلق یہ بات خوب فریشتین کر لیجئے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ خیبر پہنچے اور اہل خیبر نے آپ کو اور آپ کے لشکر کو دیکھا تو نہایت خوفزدہ ہو کر کہا محمد والنخیس ای الجیش العظیم معہ یعنی محمد بڑا بھائی لشکر لے کر آگئے ہیں۔

وَلَوْ هَارِبِينَ إِلَى حَصُونِهِمْ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ أَنَا  
فَوَرَّاهَا كَمَا كَانَ وَأَوْرَاقَهُمْ فِي بَنَاهَا  
تَوَاسَّ وَفَتْ حَضْرَةُ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي نَعْرَةِ الشَّارِكِ كَمَا كَانَ بَعْدَ فَرَمَا



اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين -  
 خیبر کی ویرانی ہوئی۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری ہوئی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں پہنچتے ہی یہ خوش خبری سنا دی کہ اسلام کی فتح ہے اور اہل خیبر یہود تباہ اور ویران ہوں گے۔ یہود خیبر کے متعدد قلعے تھے جن کو سرکھنے کے لیے بڑی زبردست جنگ صحابہ کرامؓ نے جاری رکھی کیونکہ یہود کا لشکر دس ہزار تھا اور مسلمان صرف چودہ سو تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو یہ خوش خبری سنائی کہ کل صبح خیبر پر فتح ہوگی اور صبح اسلامی لشکر کا جھنڈا اور رسول کے پیائے اور اسد و رسول سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں میں سے جس شخص کو دوں گا اسد تعالیٰ اس کو فتح و کامیابی دیگا اس خوش خبری کو سن کر مسلمانوں کو صبح فتح کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ اہل خیبر کی طاقت اور قلعے متزلزل اور کمزور ہو چکے تھے اور حضورؐ نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کا صحابہ کرامؓ کو اتنا پختہ یقین تھا کہ صبح آپؐ جس کو بھی جھنڈا عنایت فرمائیں گے ضرور فتح و نصرت ہوگی۔ اس لیے بہت سے صحابہ کرامؓ کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ صبح جھنڈا ہم کو ملے۔ چونکہ حضرت علیؓ بوجہ آنکھوں کی تکلیف اور درد کے شریکِ جہاد نہیں ہو سہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا کی جس سے حضرت علیؓ کی آنکھوں میں مدتِ العمر تک کبھی درد نہ ہوا۔ لعاب مبارک لگانے کے بعد ان کو جھنڈا دیا اور فتح کی پیشین گوئی اور خوش خبری دے کر روانہ کیا تو اُس روز



اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی نصرت سے اسلام کی فتح اور کامیابی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور پیش گوئی پوری ہوئی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے رزخیر میں قدم رکھتے ہی فرمایا تھا۔ تو خیر کے متعلق یہ خیال کہ سیدنا علیؑ کے بغیر فتح ناممکن تھی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو فتح کی کوئی امید نہ تھی، یہ بالکل لغو، فضول اور شان رسالت کا انکار ہے۔  
اعاذنا اللہ وجميع المسلمين منها۔

## قرآن مجید میں حضرت علیؑ کی شان | سیدنا علی المرتضیٰ قرآن مجید کی ان

جن میں مہاجرین و مجاہدین اولین کے محامد و اعلیٰ مراتب بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ

اور سب مسلمانوں سے سبقت لینے والے پہلے مہاجرین و سیدنا علی المرتضیٰؑ

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ارضی ہو گیا

جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کے

ہاتھ پر بیعت کی۔

جو لوگ آپ سے بیعت ہوئے وہ

اللہ تعالیٰ سے بیعت ہوئے اللہ کا

ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو

محبوب و مزین کر دیا اور

(۲) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ

الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ

تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(۳) إِنَّ الَّذِينَ يَبَايَعُونَكَ

إِنَّمَا يَبَايَعُونَ اللَّهَ طَيْدُ اللَّهِ

فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

(۴) وَلَئِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ

إِلَيْكُمْ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ

کفر نافرمانی اور گناہوں کو تمہارے  
لیے مکروہ و ناپسندیدہ کر دیا۔

فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهًا  
إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَ  
الْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ

وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہت سی آیات ہیں جن میں سیدنا علیؑ خلفاء راشدین اور  
دیگر جلیل الشان صحابہ کرامؓ کی طرح موصوفہ ممدوح ہیں۔ وہ لوگ نہایت  
بدبخت ہیں جو آپ کے متعلق کسی قسم کی گستاخی یا بے ادبی کر کے ان کے  
کاموں کو غلط کہتے اور لکھتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

## حضرت علیؑ کے خلفاء ثلاثہ سے تعلقاتِ محبت

سیدنا علی المرتضیٰؑ کو جناب صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمانؓ والنورین  
خلفاء ثلاثہؓ کے ساتھ ہمیشہ اتفاق اور محبت کا سلوک ہوا اور تینوں حضرات  
کی بیعتِ خلافت بطیب خاطر منظور فرمائی اور ان کے عہدِ خلافت میں مشیر اور  
قاضی و مفتی بن کر فیصلے فرماتے رہے۔ چنانچہ شیعہ کی کتابوں میں بھی ثابت  
ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ اپنے آبا سے روایت کرتے ہیں :-

بہ تحقیق حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ  
اور حضرت عثمانؓ نے حدود کے فیصلے  
حضرت علیؑ کے سپرد کر رکھے تھے۔

ان ابا بکر و عمر و عثمان كانوا  
يرفعون الحد الى علي بن  
ابي طالب عليه السلام  
(جعفریات۔ مطبوعہ تہران ص ۱۳۳)

نیز شیعہ کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں حکم دے رکھا تھا :-



لا یفتین احد فی المسجد  
و علی حاضر۔  
کوئی شخص مسجد میں حضرت علیؑ کی  
موجودگی میں فتویٰ اور فیصلہ نہ دے۔

(حق الیقین عربی مصنف سید اکبر سید عبداللہ شبر ج ۱ ص ۱۷۴)

نیز کتب شیعہ میں ثابت ہے کہ ایک لوطی کو پکڑ کر حضرت عمرؓ کے دربار  
میں لائے۔ دربار خلافت میں حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ سے اس کی سزا  
کے متعلق مشورہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو کہا:-

ما تقول یا ابا الحسن قال  
اضرب عنقه فضرب  
عنقه قال ادع بحطب  
قال فداعا عمر بحطب  
فامر به امیر المؤمنین  
علیه السلام فاحرق به  
استبصار ج ۲ ص ۲۱۹  
اے ابوالحسن! آپ کیا حکم دیتے ہیں۔  
سیدنا علیؓ نے فرمایا اس کی گردن اڑا دو  
پس حضرت عمرؓ نے اس کی گردن مروا دی  
حضرت علیؓ نے فرمایا لکڑیاں منگواؤ  
حضرت عمرؓ نے لکڑیاں منگوائیں پس  
حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اس کو جلادو  
پس وہ جلادیا گیا۔

نیز شیعہ کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ ۲/۲۴ پر ہے کہ حضرت عمرؓ نے  
شراب کی حد کے سلسلہ میں حضرت علیؓ سے مشورہ کیا۔ تو شیعہ مذہب کی  
ان روایات سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت علیؓ خلفاء ثلاثہؓ کے عہد خلافت  
میں ان کے ساتھ ہر قسم مشوروں اور فیصلوں میں شامل شریک رہتے تھے غزوہ  
فارس و روم کے متعلق جب حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا تو حضرت  
علیؓ نے حضرت عمرؓ کی فوجوں کو اسد تعالیٰ کی فوج قرار دیا، فرمایا کہ ان کا

حافظ و ناصر خود اسد تعالیٰ ہے۔ نبج البلاغہ ج ۲ ص ۲۴-۲۹

اہل سنت کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؑ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے میں فرمایا کرتے تھے کہ جناب سولہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل ترین عبادت نماز کا امام بنایا تو جس کو آپؐ نے ہمارے دین کا امام بنایا ہم کیسے ان کو دنیاوی معاملات میں امام نہ سمجھیں۔ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت کے زمانے میں کئی بار اعلان فرمایا جو کہ کتب حدیث میں اسنیٰ سندوں سے موجود ہے:-

خیر الامۃ بعد نبیہا ابوبکر  
شمعہ۔  
ابوبکر ہیں پھر عمر۔

حضرت عثمانؓ کو جب باغیوں نے محاصرہ میں لیا تو حضرت علیؑ نے ان کی حمایت اور حفاظت میں بہت کوشش کی اور اپنے دونوں صاحبزادوں حسن و حسینؓ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لیے مامور کیا اور جب شہید ہوئے تو آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ان کی تعریف میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے۔

**خلافت بلا فصل کی تردید** | اہل سنت اور شیعہ کی ان آیات یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علیؑ

خليفة بلا فصل نہیں تھے۔ اگر ان کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا کوئی حکم ہوتا تو وہ خود اور دیگر صحابہ کرامؓ کسی دوسرے کی خلافت ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہ کرتے شیعوں کے نزدیک توحید رسالت کی طرح حضرت علیؑ کی خلافت امامت اصول دین میں ہے توحید صراط قرآن مجید میں ثابت ہے لا الہ الا اللہ۔ قل ہوا اللہ احد۔ رسالت بھی



صراحۃ قرآن مجید میں ثابت ہے محمد رسول اللہ۔ اصول دین قرآن مجید کی نص قطعی یا صریح حدیث متواتر کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتے اور حضرت علیؓ کی امامت و خلافت بلا فصل کے لیے کوئی نص قرآنی یا متواتر حدیث صریح آج تک نہ کسی نے پیش کی ہے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتا ہے۔ اہل سنت کی کتابوں سے جو روایات حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کے لیے پیش کی جاتی ہیں وہ یا تو من گھڑت اور موضوع ہیں یا تہایت ضعیف ناقابل اعتماد ہیں یا زیادہ سے زیادہ حضرت علیؓ کی مدح و منقبت اور دیانت امامت پر دلالت کرتی ہیں لیکن کوئی روایت خلافت بلا فصل کے ثبوت کے لیے پیش نہیں کی جاسکتی۔

شیعہ عموماً اس روایت کے  
**مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ الْخِ كَامَطْلَبِ** | معنی توڑ موڑ کر عوام الناس کو  
 درغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ روایت حسب ذیل ہے۔ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو فرمایا :-  
**مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَهَذَا عَلِیٌّ** میں جس کا محبوب اور دوست ہوں  
**مَوْلَاہُ۔ اَللّٰھُمَّ وَاٰلِ مَوْلَاہُ** تو یہ علیؓ بھی اس کا محبوب دوست ہے،  
**وَعَاْدِ مَنْ عَاْدَاہُ۔** یا اللہ تو اس شخص کو محبوب رکھ جو اس کو

محبوب رکھے اور تو اس شخص کو دشمن رکھ جو اس کو دشمن رکھے  
 اس سے پہلے کہ ہم اس روایت کی تحقیق بیان کریں شیعہ مذہب کی کتابوں  
 سے حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق حیرت انگیز و تعجب خیز کہانی ہدیہ ناظرین کرتے  
 ہیں۔ احتجاج طبرسی شیعہ مک اور طبع قدیم کے ۳۳ پر مرقوم ہے :-

جبریل علیہ السلام نے حج کے روز عرفات میں آکر اسے تعالیٰ کا حکم پہنچایا کہ علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے در سے اسے تعالیٰ کے حکم کو ٹال دیا۔ وہاں سے واپس ہوئے جب مسجد خیف پہنچے تو جبریل علیہ السلام دوسری بار نازل ہوئے اور پھر یہ حکم دیا کہ علی کی خلافت کا اعلان کرو پھر بھی ڈر کی وجہ سے آپ نے اعلان نہ کیا۔ پھر وہاں سے چلتے چلتے کراع غیم کے مقام پر پہنچے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ تیسری بار جبریل علیہ السلام اسے تعالیٰ کا وہی حکم لائے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی قوم سے ڈر ہے اسے تعالیٰ سے میری حفاظت کی کوئی آیت لاؤ تب یہ حکم لوگوں میں پہنچاؤں گا۔ جبریل علیہ السلام واپس ہوئے بارگاہ الہی میں سارا ماجرا عرض کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے غدیر خم پر پہنچے تو چوتھی بار جبریل علیہ السلام آئے۔ اس وقت جب کہ دن کی پانچ گھڑیاں اتنا جبریل علی خمس ساعات مضت من النهار بالزجر والانتہاس۔ اس وقت جب کہ دن کی پانچ گھڑیاں گزر رہی تھیں جبریل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور سخت زجر و توبیخ سے کہا:۔

اسے تعالیٰ کا حکم ہے کہ علی کی خلافت کا اعلان کر دو میں تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھوں گا۔ اگر تم نے اب بھی علی کی خلافت کا اعلان نہ کیا تو تم نے رسالت کا فریضہ ادا نہ کیا۔ تو پھر اس زجر و توبیخ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح اور صاف اعلان خلافت بلا فصل کے بجائے من کنت مولاه فهذا علی مولاه الخ کے الفاظ سے اعلان فرمایا جو کہ خلافت مطلقہ کا



معنی بھی نہیں دے سکتے چہ جائیکہ خلافت بلا فصل پر دلالت کریں۔ شیعوں نے جناب علیؑ کی خلافت بلا فصل کے لیے تو یہ کہانی گھڑ لی، لیکن بے چاروں کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کہانی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا زبرد پڑے گی۔

خدا سے کس کو جائز اس طرح رد و بدل ہوگا  
تمہی انصاف سے کہہ دو یہ عقدہ کیسے حل ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے بہادروں سے زیادہ دلاور بہادر تھے اور جو مکہ و طائف، اُحد و احزاب میں کسی سے خوف نہ نہ ہوئے ان کے بارے میں یہ کہانی بہتان اور خلافِ قرآن ہے۔

الَّذِينَ يَبْلِغُونَ رِسَالَاتِ  
اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَہٗ ۚ وَلَا  
يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ  
اسد کے رسول اللہ تعالیٰ کے احکام کی  
تبلیغ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا  
کسی سے نہیں ڈرتے۔

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا اعلان کر چکے ہوتے تو حضرت علیؑ حضرت صدیق کے ہاتھ پر بیعت کیوں کرتے۔  
(احتجاج طبرسی شیعہ ص ۵۶)

اور حضرت عثمان ذوالنورین کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے ان کو خلیفہ بننے کے لیے عرض کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا:-

دعونی والتمسوا غیری  
اور اخیر میں فرمایا:-  
مجھے چھوڑو کسی اور کو نہ مانو۔

وان ترکتمونی فاناکا حدکم و  
لعلی اسمعکم و اطوعکم  
لمن ولیتموه امرکم و  
انالکم و ذیرا خیر لکم  
منی امیرا

نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۲

لیے زیادہ بہتر ہے۔

اگر تم مجھ کو چھوڑ دو تو میں باقی مسلمانوں کی  
طرح رہوں گا اور جس کو تم امیر بناؤ گے  
میں تم سے زیادہ اس کی اطاعت و  
فرماں برداری کروں گا۔ اور میرا وزیر  
ہونا میرے امیر و خلیفہ ہونے سے تمہارے

تو غور کیجیے اگر حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل منصوص من السید ہوتی تو وہ  
کس طرح کہتے کہ کسی اور کو خلیفہ بنا لو میں اس کی فرماں برداری تم سے زیادہ کروں گا  
جو چیز توحید رسالت کی طرح اصول دین میں سے ہو اس کے خلاف حضرت علی  
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے کامل الایمان کیسے کہہ سکتے تھے۔

نیز سیدنا علیؑ نے مہاجرین و انصار کے اجتماع اور شوریٰ سے منتخب شدہ امام کو  
امام برحق اور رضائے الہی کے موافق بیان فرمایا۔

انما الشوری للمہاجرین و  
الانصار فان اجتمعوا علی  
مرجل و سموہ اماما مکان  
ذلک للہ رضا۔

سوا اس کے نہیں کہ مشورہ خلافت کا  
حق مہاجرین و انصار کو ہے پس اگر  
مہاجرین و انصار کسی شخص پر متفق ہو جائیں  
اور اس کو امامت کے لیے نام زد کریں  
تو وہ خدا کا پسندیدہ امام ہوگا۔

نہج البلاغہ ج ۲ ص ۸

اگر بالفرض خلافت حضرت علیؑ منصوص من السید ہوتی تو سیدنا علیؑ اس کے  
خلاف یہ کیسے فرماتے کہ مہاجرین و انصار کا منتخب شدہ امام اللہ تعالیٰ کا



پسندید امام ہوگا بلکہ آپ تو یوں فرماتے نص خلافت کے بعد دوسرے کو امام بنانا کفر ہے۔

ان مذکورہ امور کے بعد اب اس روایت کے معنی میں غور کیجیے۔

لفظ مولیٰ کے بہت سے معانی ہیں جو کہ المنجد میں مذکور ہیں۔ مالک۔ سید۔ عبد مَعْتَق۔ مُعْتَق۔ مُنْعَم۔ مُنْعَمِ عَلَیْہ۔ محب۔ صاحب۔ حلیف۔ جار۔ نزیل۔ شریک۔ ابن العم۔ ابن الاخت۔ صہر۔ قریب مطلق۔ ولی۔ تابع۔ تو ان معانی سے ظاہر ہے کہ مولیٰ کا کوئی معنی خلیفہ بلا فصل نہیں ہے اور خود روایت کے الفاظ میں غور کر و کہ مولیٰ کے معنی خلیفہ بلا فصل ہو تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہونے کے کیا معنی ہیں؟

قرآن مجید میں جو آیا ہے فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور جبریل اور صالح المؤمنین مولیٰ ہیں۔ تو کیا اس کا یہی مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اور جبریل اور صالح المؤمنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل ہیں جیسے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مولیٰ کہا اسی طرح مشکوٰۃ شریف کے ص ۲۹۳ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن حارثہؓ کو فرمایا انت اخونا و مولانا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔ تو کیا حضرت زبیرؓ بھی اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل تھے؟

شیعہ حضرات جو اپنے مولوی صاحبان کو فلاں مولانا، فلاں مولانا کہا کرتے ہیں تو کیا وہ بھی خلیفہ بلا فصل ہوتے ہیں؟

ان مذکورہ بالا متعدد معانی میں سے اس روایت کے معنی خود اس روایت کے آخری الفاظ اللہ وال من والاہ و عاد من عاداہ متعین کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے معنی ہر شخص کے نزدیک یہی ہیں کہ یا اسد تو اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ الفاظ بتیں اور واضح قرینہ ہیں کہ اس روایت میں مثنوی کے معنی دوست اور محب کے ہیں جس کی بنا پر روایت کے معنی یہ ہیں کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔ اس فرمان میں اُس شخص کو تنبیہ مقصود تھی جس کی حضرت علیؑ سے کچھ رنجش ہو گئی تھی، اس رنجش کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جنگل کے غدیر (تالاب) پر علم ہوا جس کا وہیں یہ فیصلہ فرمایا۔ ورنہ اگر خلافت بلا فصل کا اعلان مقصود ہوتا تو عرفات کے میدان میں جہاں تمام لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے وہاں اعلان فرماتے۔ عقل مند اور دیانت دار باشعور منصف مزاج حضرات غور فرمائیں اگر سیدنا علیؑ کی خلافت بلا فصل کا مسئلہ اصول دین میں توحید و رسالت کی طرح تھا تو اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کا اعلان و بیان نہ قرآن مجید میں نہ صریح حدیث متواتر میں اور نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات و منیٰ و مزدلفہ میں جہاں تمام مسلمان ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے، بلکہ ایسا ضروری اور اہم اعلان غدیر خم جنگل کے تالاب پر اور وہ بھی گول مول الفاظ میں جن کے معنی خلافت بلا فصل قطعاً نہیں ہو سکتے بلکہ اس روایت میں



کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی خلافت بلا فصل کا نہیں کیونکہ اس میں تو دوامی حکم ہے کسی خاص وقت کے متعلق حضور کی زندگی یا آپ کی رحلت کے بعد صحابہ کی زندگی تک کا حکم نہیں بلکہ حضور کی تمام امت تا قیام قیامت یہ حکم ہے کہ جس شخص کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اس کے لیے حضرت علیؓ بھی مولیٰ ہیں۔ تو یہ دوامی حکم محبت اور دوستی کا توضیح ہو سکتا ہے، لیکن خلافت بلا فصل کا صحیح نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علیؓ خلفائے ثلاثہ کے بعد چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

## جنگِ جمل، نہروان کے بانی مبانی سیدنا عثمانؓ کے قاتل بلوائی تھے

حضرت علیؓ تقریباً پانچ سال تک مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کو اپنی خلافت میں تین لڑائیاں درپیش آئیں۔ جنگِ جمل، جنگِ صفین اور جنگِ نہروان۔ جنگِ نہروان میں خوالج سے لڑائی ہوئی جو کہ سیدنا علیؓ کی اپنی فوج میں سے نکل کر آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کے حق میں بہت کچھ گستاخی اور بدگوئی کرتے تھے۔

جنگِ جمل | لوگوں نے اس لڑائی کے واقعہ میں بہت سی بے جا اور غیر ثابت باتیں بیان کی ہیں۔ اصل واقعہ اس طرح ہے کہ جس وقت حضرت عثمانؓ مدینہ طیبہ میں شہید ہوئے ام المؤمنین سیدنا عائشہ صدیقہ فرج کو گئی ہوئی تھیں۔ حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ دونوں حضرات

مدینہ طیبہ میں بلوایوں باغیوں کی ناشائستہ ظالمانہ حرکات دیکھ کر ام المؤمنین کی خدمت میں مکہ مکرمہ پہنچے سارا واقعہ ان سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اور اس وقت مدینہ میں فتنہ برپا ہے آپ ام المؤمنین ہیں اسی تدبیر کریں کہ یہ فتنہ فساد کسی طرح رفع دفع ہو جائے۔ ابھی تک قتل ان عثمان سے قصاص نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے بلوایوں باغیوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ ام المؤمنین طیبہ طاہرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے جھگڑے میں پڑنے سے تامل فرمایا۔ بالآخر مسلمانوں کی اصلاح و خیر خواہی کے پیش نظر یہ مشورہ طے پایا کہ جب تک بلوایوں کا زور نہ ٹوڑا جائے مدینہ منورہ جانا مناسب نہیں۔ اور کسی تدبیر سے حضرت علیؓ کو ان مفسدوں کے گروہ سے علیحدہ کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق کر کے حضرت عثمانؓ کا قصاص لیا جائے اور ان مفسد باغیوں کی سرکوبی کی جائے۔ چنانچہ اس مشورہ کے مطابق بصرہ کی طرف روانگی ہوئی۔ بلوایوں نے اس کی خبر پا کر حضرت علیؓ کے سامنے بہت رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا اور کہا کہ یہ لوگ آپ کو خلافت سے معزول کرنے کے درپے ہیں۔ بہر حال ان حضرات کا اصل حال حضرت علیؓ تک نہ پہنچنے دیا۔ حضرت علیؓ بھی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرات حسنینؓ اور عبدالاسد بن عباسؓ اور عبدالاسد بن جعفرؓ اس فوج کشی کے خلاف تھے۔ جب حضرت علیؓ کی فوج بصرہ کے قریب پہنچی تو آپ نے حضرت قتقاعؓ صحابی کو قاصد بنا کر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت قتقاعؓ نے پہلے حضرت ام المؤمنینؓ سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے صاف فرمادیا



کہ میرا مقصود صرف اصلاح ہے کسی طرح یہ فتنہ فساد دور ہو اور امن قائم ہو جائے۔ پھر حضرت قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے ملاقات کی ان دونوں نے فرمایا حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لیے بغیر امن نہیں ہو سکتا۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا کہ یہ مقصود اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا کہ سب مسلمان متفق ہو جائیں، لہذا آپ لوگوں کو چاہیے کہ حضرت علیؓ سے مل جائیں اور باہم متفق ہو کر اس کی تدبیر کریں۔ یہ رائے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے پسند کی۔ اور حضرت قعقاعؓ صلح کی خوش خبری لے کر حضرت علیؓ کے پاس گئے وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کی ملاقات کا وقت مقرر ہوا کہ جس میں بلوایوں کا کوئی آدمی شریک نہ ہوگا۔ بلوایوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔ عبداللہ بن سبا یہودی جو بلوایوں میں تھا اس کے اشارہ پر رات کو حضرت ام المؤمنینؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی جماعت پر حملہ کر کے یہ مشہو کیا کہ اس فریق نے بد عہدی کی ہے جس کے بعد دونوں فریق میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ دوسرے فریق نے بد عہدی کی ہے۔ حالانکہ یہ سارا فتنہ باغیوں نے کیا تھا۔ کسی فریق کا کوئی قصود اور بد دینستی نہ تھی، بڑی جنگ برپا ہوئی حتیٰ کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بھی اسی جنگ میں شہید ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ حضرت طلحہؓ تو میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ مگر حضرت زبیرؓ جنگ سے کنارہ کش ہو کر جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کو ابن جرموز نے شہید کر دیا اور شہید کر کے بامید انعام حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ مگر حضرت علیؓ نے اس کو جہنم کی

بشارت دی۔ ابن جرمون نے کہا آپ نے خوب انعام دیا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کیا کروں مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

یا علی بشر قاتل ابن  
صفیتہ بالناس  
اے علی میری بھوپھی صفیہ کے بیٹے  
زبیر کو جو شخص قتل کرے تم اس کو دوزخ  
کی بشارت سنانا۔

حضرت زبیرؓ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوپھی زاد بھائی تھے (بہن کج  
ابن جرمون نے خود کشی کر لی۔ حضرت علیؑ نے بلند آواز سے تکبیر پڑھی اور  
کہا کہ دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ کتنا سچ ہوا۔ اور  
جنگ کے بعد حضرت علیؑ کا گزر حضرت طلحہؓ کی لاش مبارک پر ہوا تو آپ  
ان کو دیکھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ابو محمد (طلحہ) اس حالت میں پڑے ہیں۔  
کاش میں آج سے بیس برس پہلے مر گیا ہوتا۔ اور حضرت طلحہؓ کے اس  
ہاتھ کو لے کر بار بار چومتے تھے کہ جس ہاتھ سے حضرت طلحہؓ جنگ احمس  
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی تھی اور ان کا وہ ہاتھ تیرس  
کی بارش سے ڈھال کا کام دے کر شل ہو گیا تھا۔

**جنگ صفین** | حضرت علیؑ کی جماعت کو حضرت معاویہؓ کی جماعت سے  
یہ لڑائی پیش آئی۔ اس لڑائی کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت  
معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص طلب کرتے تھے جو کہ حضرت  
علیؑ کی فوج میں گھسے ہوئے تھے۔ اور حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ یلو! یلو! کی  
قوت زیادہ ہے ابھی ان سے قصاص نہیں لیا جاسکتا۔ اسی بات میں



اس قدر طول ہوا کہ بلوائیوں اور باغیوں کی سازش و شرارت کے مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی کی نوبت آگئی۔ اس لڑائی میں نہ حضرت علیؑ نے اپنے مقابل والوں کی تکفیر و فسق کی نہ حضرت معاویہؓ نے۔ یہ بالکل بہتان و افتراء ہے اور کذب حق نما ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؑ پر لعنت کا حکم دیا تھا، خود سیدنا علیؑ سے مروی ہے:-

(۱) جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول لاهل حربہ انا لم نقاتلہم علی التکفیر لہم لم نقاتلہم علی التکفیر لنا و لکناراینا انا علی حق و راوانہم علی حق قرب الاسناد شیعہ

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے محاربین (اہل جبل و صہب) کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان کو کافر سمجھ کر ان سے لڑائی نہیں کی اور نہ وہ ہم کو کافر سمجھتے تھے لیکن ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

ص ۴۵

(۲) جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام لم یکن ینسب احدا من اهل حربہ الی الشر و لا الی النفاق و لکن یقول ہم اخواننا یغوا علینا (قرب الاسناد شیعہ ۴۵)

(۳) مکتبہ بالہ علیہ السلام کتبہ الی اهل الامصار یقص فیہ ما جری بینہ و بین اهل صفین۔ و کان بدء امرنا انا التقینا و القوم

حضرت علیؑ علیہ السلام اپنے محاربین میں سے کسی ایک کو بھی نہ مشرک کہتے تھے نہ منافق لیکن فرماتے تھے وہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے خلافت و بغاوت کی۔

جناب امیر المؤمنین کے فرمان کو ہے جس کو آپ نے تمام شہروں میں روانہ فرمایا۔ اس فرمان میں جناب امیرؑ ان واقعات کو بیان فرماتے ہیں جو ان کے اور اہل صفین کے درمیان واقع ہوئے اور ابتداء یہ ہوئی کہ ہم میں اور اہل

من اهل الشام والظاهران  
ربنا واحد ونبينا واحد و  
دعوتنا في الاسلام واحدة  
ولا نستزيدهم في الايمان بالله  
والتصديق برسوله ولا  
يستزيدوننا الا امر واحد الا ما  
اختلفنا فيه من دم عثمان و  
نحن منه براء.

نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۲۵

پاک صاف ہوں۔

منصف مزاج دیانت ارحم طلب حضرات غوفرائیں کہ شیعہ کتابوں میں خود  
سید علیؑ سے کس قدر صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہو کہ جنگِ حملِ صفینؑ الوں میں سے  
بوجہ ان لڑائیوں کے نہ کوئی کافر ہے نہ منافق بلکہ غلط فہمی کی وجہ سے لڑائی کی نوبت آئی  
ہر ایک فریق اپنے کو حق پر سمجھ کر دوسرے فریق کی اصلاح چاہتا تھا۔

مقدمہ ابنِ خالدؑ میں ہے کہ اس پر بھی سب کا اتفاق تھا کہ چونکہ فریقین صاحبِ اجتہاد  
تھے اس لیے ہر دو فریق گناہ و گرفت سے پاک و بری تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؑ سے دریافت  
کیا گیا کہ جنگِ حملِ صفین کے مقتولین کی نسبت آپؑ کیا خیال ہے کہ وہ ناجی ہیں یا قاتل  
گرفت۔ آپؑ جواب دیا کہ قسم بخدا ان لڑائیوں میں جو بھی مرا وہ جنتی ہے بشرطیکہ اس کا  
دل پاک ہو۔ گو با آپ فریقین کے مقتولین کے بارے میں حکم لگا ہے تھے۔ طبریؑ دیگر  
مورخین نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ بہر حال یہ وہ بزرگ ہیں جن کی عدالت



ہر شک و شبہ اور تشبیہ سے مبرا و پاک ہے۔ یہی وہ حضرات ہیں جن کے اقوال و افعال شریعت میں سند ہیں اور اہل السنۃ و الجماعۃ کا ان کی عدالت پر فیصلہ ہے۔ مقدمہ ابن خلدن۔ ص ۲۴۲

قال علی رضی اللہ عنہ قتلی معاویۃ  
فی الجنة۔ سیر اعلام النبلاء للذہبی۔ ج ۳  
ص ۹۵ تذکرہ حضرت امیر معاویہ  
سید علیؓ نے فرمایا میری طرف لے مقتول اور  
حضرت معاویہؓ کی طرف لے مقتول بہشت  
میں ہوں گے۔

حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے بعد سید طیبہؓ ہر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق فرمایا  
ولہا بعد حرمنا الاولی  
ان کے لیے جنگِ جمل کے بعد بھی وہی  
پہلی عزت و عظمت ہے۔  
نیج البلاغہ ج ۲۔ ص ۶۳

اہل السنۃ و الجماعۃ نے اتفاق کیا ہے کہ جو اختلاف درمیان صحابہؓ واقع ہوا اس  
سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا واجب ہے اور ان کو برا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ ان کی صفات  
جمیلہ و اخلاق حمیدہ کا بیان کرنا لازم ہے۔ (غنیۃ الطالبین۔ اردو ترجمہ ص ۱۳۵)  
حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی خدمت میں لکھا:-

اما شرفک فی الاسلام و قرابتک  
من النبی فلست ادفعد  
آپ کی جو بزرگی اسلام میں ہے اور  
آپ کی جو قرابت نبی علیہ السلام سے ہے  
میں اس کا منکر نہیں ہوں۔  
شرح نیج البلاغہ ص ۱۲۰ درہ نجفیہ

اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سید علیؓ کی شان حضرت معاویہؓ سے بہت بلند و بالا  
ہے۔ سید علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف کے دوران ایک عیسائی بادشاہ کے مدینہ منورہ  
پر حملہ کرنے کی افواہ پھیلی تو حضرت معاویہؓ نے فوراً اس عیسائی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے رومی کتے!

تو ہماری آپس کی لڑائی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جس وقت تو مدینہ کی طرف رخ کر گیا تو خدا کی قسم علیؑ کے لشکر سے جو پہلا سپاہی تیری سرکوبی کے لیے نکلے گا وہ معاویہؓ بن ابی سفیان ہوگا۔ اس خط کے جانے سے عیسائی کی ہمت پست ہو گئی۔ طبری۔

حضرت معاویہؓ نے ضرار بن ضمہ کو کہا کہ حضرت علیؑ کی صفات اور خوبیاں بیان کرو تو اس نے بہت سخی تمجیباں حضرت علیؑ کی بیان کیں۔ حضرت معاویہؓ سننے کے بعد رونے لگے۔

مرحمہ اللہ ابوالحسن کان  
واللہ کذلک  
شرح نہج البلاغۃ درہ نجفیہ  
فبکی معاویۃ حتی انقضت  
لحیثہ درہ نجفیہ ص ۳۶

حضرت علیؑ کی صفات سننے کے بعد حضرت معاویہؓ رو پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابوالحسن پر رحم فرمائیں قسم بخدا وہ انہی صفات کے مالک تھے۔

حضرت معاویہؓ اتنا روئے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔

اسی طرح حضرت علیؑ سے منقول ہے جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفا میں نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اے لوگو! معاویہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو۔ خدا کی قسم جب نہ رہیں گے تو دنیا میں سخت بد امنی پھیلے گی۔ سید علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت حسن و حسینؓ نے جناب معاویہؓ سے پوری مصالحت کچھ کے مجمع عام میں بیعت کی چنانچہ شیعہ کتاب میں ثابت ہے۔

فقال یا حسن قم فبايع  
فقام فبايع۔ ثم قال للحسين  
عليہ السلام قم فبايع فقام

پھر حضرت معاویہؓ نے کہا اے حسن بیعت کرو تو آپ نے اٹھ کر بیعت کر لی۔ پھر حضرت حسینؓ کو کہا تو انہوں نے اٹھ کر



فبايع - رجال کشی - ص ۷۲ حضرت معاویہ سے بیعت کر لی۔  
 بہر حال ان جنگوں کے بعد بھی سیدنا علیؑ اور حضرات جنیدینؓ اور حضرت عائشہؓ  
 صدیقہ ام المؤمنین اور حضرت معاویہؓ ایک دوسرے کو پہلے کی طرح صحیح مومن  
 سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کے حق میں اچھے کلمات کہتے تھے۔ کوئی کسی کو کافر  
 منافق اور مجرم نہ سمجھتا تھا۔ جس طرح کہ قرآن میں بھی ثابت ہے۔

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا ۖ  
 اور اگر دو گروہ مومنین کے دو گروہوں میں جنگ  
 قتال ہو تو ان میں اصلاح کرو۔

یہ آیت صراحتہ دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے دو گروہ باہم جنگ اور  
 لڑائی کرنے کے باوجود پھر بھی مومن کہلاتے ہیں اور ان کی اصلاح اور باہمی مصالحت  
 کی کوشش دین ایمان کا تقاضا و منشا ہے کسی کو کافر نہ سمجھنا چاہیے۔ حضرت  
 شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر محبوب سبحانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے :-

”اور جو حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے جنگ کی وہ جنگ اس لیے کی  
 کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل مانگتے تھے اور قاتل حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے  
 پس ہر شخص نے بقدر ہمت خود اچھی تاویل کی ہے اور بعد وفات حضرت علیؓ  
 کرم اللہ وجہہ اور ترک خلافت حضرت حسنؓ کے حضرت معاویہؓ کا خلافت  
 برحق اور درست تھی۔“ غنیۃ الطالبین۔ ص ۱۳۳

نیز انہوں نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق خداوند تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے لیے  
 میرے یاروں کو پسند فرمایا اور ان کو میرا مددگار بنایا اور بعض کہلاتے ہیں کہ

رشتہ پیدا کیا۔ آخر زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی جو ان کا رتبہ کم کرے گی۔ پس کم خبردار رہو کہ ان کے ساتھ تم کھانے میں شامل مت ہو۔ اور آگاہ ہو جاؤ ان کے ساتھ مناکحت مت کرو اور خبردار ہو جاؤ ان کے ساتھ نماز مت پڑھو۔ ان کے جنازے کی بھی نماز مت پڑھو کیونکہ ان پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ غنیہ اردو ترجمہ۔ ص ۱۳۵

اسی طرح ازالۃ الخناج۔ ص ۳۷۰ پر بھی اس روایت کا مضمون موجود ہے۔ حضرت امام ابو زرعمہؒ نے فرمایا:-

اذا رايت الرجل ينتقص  
احدا من اصحاب رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فاعلم انه  
زندیق۔  
جب تو کبھی کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ  
نبی علیہ السلام کے کسی ایک صحابی کی  
تنقیص اور عیب جوئی کرتا ہے تو یقین  
کر لے کہ شخص بے دین ہے۔

امام ابو زرعمہؒ ۲۶۲ھ میں فوت ہوئے جو تیسرے القرون کا زمانہ تھا۔ اصابہ ج ۱ ص ۱۸۔  
تو وہ لوگ جو سیدنا علیؑ کی محبت میں غلو اور زیادتی کر کے صحابہ کرامؓ کے  
حق میں بظنی یا بدگونی کرتے ہیں اپنی عاقبت کی فکر کریں اور صحابہ کرامؓ کے  
حق میں بدگونی کر کے بے دینی کا شکار نہ ہوں بلکہ توبہ و استغفار کر کے اللہ تعالیٰ  
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی و خوش کر کے اپنی عاقبت  
سنو لیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

وصلی اللہ علی النبی والہ وصحبہ وسلم